احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ
10- جون 1995ء

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 45-80 نمبر 127 ہفتہ - 11 محرم - 1416ھ ' 10 احسان 1374 ہش ' 10 جون 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا بڑی دولت اور طاقت ہے

دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور (کلام الٰہی) میں جابجا اس کی ترغیب دی گئی ہے- اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی - انبیا علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو - دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے- نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے- ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے- پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے- کیونکہ اس کے حملے فاسقوں فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں وہ تو اس کا گویا شکار ہیں- لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقعہ پاکر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں-

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳۰)

سانحہ ارتحال

○ افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب سپرنٹنڈنٹ دار الحمد لاہور مورخہ ۵-جون ۱۹۹۵ء صبح ساڑھے چھ بجے چند روزہ علالت کے بعد سی ایم ایچ لاہور میں انتقال کر گئے ان کی عمر ۸۲ سال تھی- وہ عرصہ ۷-۸ سال سے دار الحمد میں اور اس سے قبل حلقہ مغلپورہ لاہور میں صدر جماعت کے فرائض سرانجام دیتے رہے تھے-

محترم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور دیگر احباب لاہور کے ہمراہ میت لیکر رات ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ربوہ آئے- بعد عشاء محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے جنازہ پڑھایا- موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی- جہاں محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کرائی-

مکرم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب نے بتایا کہ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب نہایت شفیق ملنسار صابر دعاگو اور مہربان طبیعت کے مالک تھے- سلسلہ کی خدمت میں پیش پیش اور فدائی احمدی تھے-

احباب سے موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرم سراج النبی صاحب فاروقی ابن مکرم غلام نبی صاحب فاروقی جے پوری مورخہ ۲-۵-۹۵ اور ۳-۵-۹۵ کی درمیانی رات چند گھنٹے کی علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے-

موصوف لمبا عرصہ سول ہسپتال چنیوٹ میں ڈسپنسر کی حیثیت سے عوام الناس کی خدمت اور سلسلہ کی خاموش خدمات بجالاتے رہے- مکرم فاروقی صاحب محترم حکیم دین محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے داماد تھے-

اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے-

ذکر الٰہی کرنے والا مخلوق سے بھی محبت کرتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ذکر الٰہی اندرونی تبدیلیاں پیدا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے- اللہ کا ذکر ہو اور دل میں شیطانی وساوس ہوں' اللہ کا ذکر ہو اور فارغ ہوتے ہی بنی نوع انسان کے خلاف ظلم کے منصوبے چلائے جا رہے ہوں- اللہ کے ذکر میں تسبیح پر انگلیاں پھر رہی ہوں اور ذہن میں سیاسی چالیں ہوں- یہ ہو کہ جب ہم اوپر آئیں گے تو بنی نوع انسان سے یہ کچھ کریں گے یہ ذکر نہیں ہے' یہ دھوکا ہے- ذکر وہی ہے جو خون کے اندر جاری ہونے لگے' جو دل کے اندر دھڑکنے لگ جائے' جو دماغ کی سوچیں بن جائے' یہ وہ ذکر الٰہی ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں- اگر آپ یہ ذکر کریں اور اس ذکر کو جاری رکھیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل سے محبت کے چشمے پھوٹیں گے' آپ ان کو اس طرح دیکھیں گے جیسے خالق پیار کی نظر سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے- ان کی ایسے بھلائی چاہیں گے جیسے خالق اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے- اس بھلائی چاہنے میں آپ کو مخالفت کا بھی سامنا ہوگا اور یہ وہ مضمون ہے جسے میں آپ کے دلوں میں جاگزیں کرنا چاہتا ہوں-

اللہ جب بھی بنی نوع انسان سے بھلائی کے تقاضے کرتا ہے تو اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے- اس مخلوق سے محبت کرتا ہے جو اس سے دور بھاگ رہی ہوتی ہے- پس آپ کے لئے وہ مخلوق اپنے شیوے تو تبدیل نہیں کرے گی اس کے تو وہی لچھن ہوں گے جو ہمیشہ سے اپنے خالق کے مقابل پر اس نے اختیار کئے رکھے- اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول بنا کر بھیجے جاتے ہیں تو ان سے جو سلوک ہوتا ہے وہ اللہ ہی سے سلوک ہوتا ہے- پس مخلوق سے تعلق آسان نہیں ہے- خالق سے تعلق بہت آسان ہے لیکن یہ تعلق جب مخلوق کے تعلق میں ڈھلتا ہے تو طرح طرح کے دکھ اس راہ میں اٹھانے پڑتے ہیں-

(از خطبہ یکم اپریل ۱۹۹۴ء)

نیلامی ملبہ کوارٹرز

○ احاطہ دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں چھ عدد کوارٹروں کا ملبہ بذریعہ نیلامی مورخہ ۱۵-۶-۹۵ کو صبح ۸ بجے فروخت کیا جائے گا- شرائط دفتر نظارت جائیداد میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں-

(ناظم جائیداد)

خدام بھائی! ہنر سیکھیے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر خادم کو کوئی نہ کوئی ہنر آنا چاہئے- امید ہے اس ارشاد کو پورا کرنے کے لئے آپ مصروف عمل ہوں گے-

(مہتمم صنعت و تجارت)

بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور بیویوں سے عمدہ معاشرت کرو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

10- احسان 1374 ھش — 10 - جون 1995ء

گناہ اور یقین

گناہ کیوں سرزد ہوتا ہے یوں تو اس کی کئی وجوہات ہیں۔ لیکن دو موٹی موٹی وجوہات یہ ہیں کہ یا تو انسان کو علم نہ ہو کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے اور وہ گناہ کرنے پر اس لئے آمادہ ہو جائے کہ وہ اس کے متعلق یہ نہیں جانتا کہ یہ گناہ ہے۔ یا گناہ اس لئے سرزد ہوتا ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ کوئی ہستی اسے دیکھ رہی ہے اور وہ قادر و توانا ہستی ہے اسے اس گناہ کی سزا دے سکتی ہے گویا کہ سزا کے متعلق یقین نہ ہونا بھی گناہ پر مائل کرتا ہے۔

اگرچہ بعض اوقات لوگ ضد میں آکر یا غصے میں آکر، سزا پر یقین رکھنے کے باوجود گناہ کرتے ہیں۔ لیکن عام طور پر گناہ سرزد اسی وقت ہوتا ہے جب اس بات پر یقین نہ ہو کہ کوئی شخص یا کوئی ہستی کسی گناہ کی سزا دے سکتی ہے۔ پس یہ دو موٹی موٹی باتیں ہیں جو انسان کو گناہ پر مائل کر دیتی ہیں اور آہستہ آہستہ گناہ اس کی فطرت بھی بن سکتا ہے یعنی اصل فطرت مسخ ہو جاتی ہے اور گناہ فطرت میں اس طرح شامل ہو جاتا ہے کہ وہ گناہ کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو بالکل جان نہیں سکتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں کہ "گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے" یعنی گناہ کا علم ہو اور یہ یقین ہو کہ اس کی سزا ملے گی خدا موجود ہے اور وہ دیکھتا ہے اور برے کاموں کی سزا دے سکتا ہے یہ دونوں باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے۔ اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت مل جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔"

پس اول تو یہ بات ضروری ہے کہ ہم اس بات کا علم حاصل کریں کہ گناہ ہے کیا۔ اگر غریبوں پر ظلم کو گناہ سمجھا ہی نہ جائے تو انسان ایسا کرتا ہی رہے گا اور بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو غریبوں پر ظلم اپنا حق سمجھ کر کرتے ہیں۔ دوسروں کا مال غصب کر لیتے ہیں۔ اسے بھی اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی باتیں ان کے عدم علم پر دلالت کرتی ہیں۔ ہمیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ گناہ کیا ہے لیکن یہ کافی نہیں۔ کیونکہ علم ہونے کے باوجود انسان گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور وہ گناہ کی سزا دیتا ہے۔ تو یقیناً گناہ کی طرف ہم کسی صورت میں بھی مائل نہیں ہو سکتے۔ جب گناہ سامنے آئے گا اسی وقت خدا تعالیٰ کی ذات بھی سامنے آئے گی۔ اور اس بات پر یقین بھی کہ اللہ تعالیٰ قادر و توانا ہے۔ وہ سزا دے سکتا ہے۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو اس وقت یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ کسی کو کب پتہ چلے گا۔ درست ہے انسانوں کو تو شائد نہ ہی پتہ چل سکے لیکن وہ ذات جو وراء الوریٰ ہے جو ہمیں نظر تو نہیں آتی مگر ہماری جانوں سے بھی ہمارے زیادہ قریب ہے۔ وہ تو دیکھتی ہے۔ اس بات کا یقین کہ وہ ہمیں دیکھتی ہے۔ گناہ کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ پس علم حاصل کرنا چاہئے اور یقین پیدا کرنا چاہئے۔

> پھولنے پھلنے کی لوگوں نے دعا بھی دی ہے
> اور ناکردہ گناہوں کی سزا بھی دی ہے
> میں بہت خوش ہوں کہ ہر شخص کے کام آیا ہوں
> اور ہر شخص کی فطرت کو ہوا بھی دی ہے
>
> ابوالاقبال

○

لوگ کہتے ہیں کہ وہ میرے مقابل ہوگا
دیکھنا یہ ہے کہ کیسے حوصلۂ دل ہوگا

جس کے جلووں نے عطا کی مجھے روشن نظری
"اس کو دیکھا تو نہیں دید کے قابل ہوگا"

تھا یہی تیر جو نکلا تھا کماں سے تیری
یہ اگر تیر نہیں ہے تو مرا دل ہوگا

کس طرح ظلم کو تم اس کا کرم کہتے ہو
اس طرح اور بھی وہ ظلم پہ مائل ہوگا

ہائے وہ عاشقِ خوش بخت جسے تُو چاہے
ہائے وہ دل جو ترے پیار کے قابل ہوگا

لُٹ گئے کیسے وفادار سرِ راہِ وفا
اب تو ہر شخص ہی تقدیر کا قائل ہوگا

ہر بگولہ کے تعاقب میں ہے رقصاں مجنوں
وہ سمجھتا ہے کہ لیلیٰ ہی کا محمل ہوگا

ایک مُدت سے سرِ راہ نہیں ہے محمودؔ
وہ اگر ہے تو یقیناً سرِ منزل ہوگا

جب بھی آواز صداقت کی اٹھے گی محمودؔ
پھر یہی سلسلۂ طوق و سلاسل ہوگا

ڈاکٹر محمود الحسن

روزنامہ الفضل ربوہ — پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد — مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ — مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ — قیمت: دو روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کے متعلق

سابق سفیر پاکستان متعینہ مصر سید احمد سعید کرمانی فرماتے ہیں

میں چھٹی ساتویں کلاس کا طالب علم تھا چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ۳۷-۱۹۳۶ء میں ہندوستان کی مرکزی حکومت میں وزیر ریلوے رہ چکے تھے ان دنوں مرکزی وزراء کا عہدہ ممبر وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کہلاتا تھا چوہدری صاحب کی بھرپور صحت کے ایام تھے میں بذریعہ ٹرین امرتسر سے لاہور جا رہا تھا جبکہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب دہلی سے لاہور آ رہے تھے ان کی ٹرین امرتسر میں رکی اور بہت سے ضلعی افسران' مقامی معززین خان بہادر رائے بہادر خان صاحب چوہدری صاحب کے استقبال کے لئے موجود تھے پولیس نے گھیرا ڈال رکھا تھا اور کسی عام آدمی کو ادھر نہ جانے دیتی تھی چوہدری صاحب کا نام سنتے ہی عام آدمی بھی بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے میں بھی اشتیاق کے مارے اس مجمع میں کھڑا چوہدری صاحب کو دیکھ رہا تھا میں نے یکایک دیکھا کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے پولیس کے اس حلقے کو توڑا اور ریلوے کے ایک معمولی سے ملازم کی طرف بڑھے جو ذرا دور کھڑا تھا وہ شخص ٹکٹ ایگزامینر یا ٹکٹ کلکٹر قسم کا کوئی ملازم تھا اور سیالکوٹ میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا کلاس فیلو رہا تھا آپ اس کی طرف گئے اور اسے ملے اور کہا کہ تم میرے دوست ہو مجھے دیکھ کر ملنے کیوں نہیں آئے وہ شخص بولا کہ آپ کے اردگرد اتنے بڑے بڑے افسران جمع تھے کہ میں حاضر ہونے کی جرآت نہ کر سکا وہ چوہدری صاحب کی اس قدر افزائی پر حیران تھا اور خوش بھی- ہم سب لوگ چوہدری صاحب کے اخلاق کی اس عظمت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے کہ اتنا بڑا آدمی اور ایسے معمولی شخص سے ملنے سے بھی کوئی عار محسوس نہ ہوا-

یہ چوہدری صاحب کی عظمت کا پہلا تاثر تھا جو میرے دل پر نقش ہو گیا-

باؤنڈری کمیشن چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو قائداعظم نے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر کیا میں ان دنوں نوجوان وکیل تھا اور خلیفہ شجاع الدین بیرسٹر کے ساتھ ان کے جونیئر کے طور پر وکالت کر رہا تھا میں خلیفہ صاحب کے ساتھ سید مراتب علی شاہ صاحب کی کوٹھی واقع ڈیوس روڈ پر حاضر ہوا اس وقت میرا چوہدری صاحب سے باقاعدہ تعارف کرایا گیا چوہدری صاحب نے خلیفہ شجاع الدین سے مختصر سی گفتگو پنجابی زبان میں کی چوہدری صاحب کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی اس کے پیش نظر میرے ذہن نے نجانے کیسا خیالی پیکر تراشا ہوا تھا مگر چوہدری صاحب کو بے تکلفی سے پنجابی بولتے دیکھ کر میرا یہ خیالی تصور پاش پاش ہو گیا اور گھر آکر میں نے اپنی والدہ محترمہ سے (جن کو ہم آپو جی کہتے تھے) کہا آپو جی قائداعظم نے نہ جانے کس آدمی کو اتنے اہم کیس میں مقرر کر دیا ہے مجھے تو وہ جٹ بوٹ معلوم ہوتا ہے اتنا بڑا مقدمہ ہے یہ شخص کیا بحث کرے گا- مجھے آج شرم محسوس ہوتی ہے یہ بات کہتے ہوئے- تاہم میں نے جب والدہ محترمہ کو یہ بتایا تو وہ بڑی پریشان ہوئیں- والدہ محترمہ بڑی نمازی اور پرہیزگار خاتون تھیں- اس پریشانی میں وہ مصلے پر جا کر بیٹھ گئیں اور ساری رات اس کیس کے بارے میں دعا کرتی رہیں-

دوسرے دن میں کمیشن کے اجلاس میں شرکت کے لئے دوسرے وکلاء کے ساتھ سید مراتب علی کی کوٹھی پر پہنچا وکلاء کی ٹیم کو ایک ویگن میں سوار کرایا گیا جو سر مراتب علی مرحوم نے عطا کی تھی ان وکلاء میں شیخ نثار احمد جن کے صاحبزادے مسٹر جسٹس اعجاز نثار اس وقت ہائی کورٹ کے جج ہیں سید محمد شاہ ایڈووکیٹ جن کے صاحبزادے سید افضل حیدر ایڈووکیٹ سابق صدر ہائی کورٹ بار ہیں چوہدری اکبر علی صاحب سابق مرکزی وزیر و سابق سفیر پاکستان متعینہ سعودی عرب صاحب زادہ نوازش علی جن کے سگے بھتیجے صاحبزادہ فاروق علی خاں قومی اسمبلی کے سابق سپیکر رہے ہیں ملک عبدالعزیز ایڈووکیٹ اور میں شامل تھا- ہم چوہدری صاحب کے ساتھ گئے-

وہاں جا کر چوہدری صاحب نے بحث کا آغاز کیا جب میں نے چوہدری صاحب کو بولتے سنا تو پتہ چلا کہ وہ کیا چیز ہیں انہوں نے سارے حاضرین کو مسحور کر کے رکھ دیا یوں معلوم ہوتا تھا کہ وقت رک گیا ہے شاید وقت یہ عظیم تاریخی لمحات اپنے دامن میں سمونے کے لئے تھم گیا تھا جب وقفہ ہوا تو میری حالت یہ تھی کہ جذبات ایسے ہو گئے تھے کہ میں بار بار چوہدری صاحب کے ہاتھ چومتا تھا مختصر سے وقت میں وہ شخص میرے لئے عظمت اور ذہانت کا مینار بن گیا مجھے اپنے کل کے ریمارکس پر رہ رہ کر ندامت محسوس ہو رہی تھی چنانچہ جب شام چار بجے واپس گھر پہنچا تو میری والدہ محترمہ بے تابی سے میرا انتظار کر رہی تھیں انہوں نے فوراً پوچھا کہ بتاؤ آج کی کارروائی کیسی رہی میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ وہ شخص تو جادوگر ہے والدہ بولیں تم نے تو کل مجھے ڈرا دیا تھا میں بڑا شرمندہ ہوا بولا آپو جی نہیں نہیں وہ تو کوئی مافوق البشر شخص ہے میں حیران ہوں کہ وہ کہاں سے الفاظ لاتا ہے- کوئی خیالات تھے! کوئی زبان تھی! کوئی روانی اور الفاظ کی شوکت تھی! کوئی ادائیگی تھی! کوئی منطق کا زور تھا! غرض کیا کیا تھا میں کیا بتاؤں-

باؤنڈری کمیشن کی کارروائی کے دوران امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود بھی تشریف فرما رہتے تھے وہ ساری کارروائی کے دوران زیر لب دعائیں کرتے رہے اور اس میں وہ مسلسل مصروف رہتے اس سارے عرصے میں بحث کئی دن جاری رہی کبھی کبھی درمیان میں حضرت صاحب چوہدری صاحب کو کچھ ہدایات دیتے تھے جب کبھی ایسا موقع آتا تو چوہدری صاحب حضرت صاحب کی طرف جھک کر اپنا کان حضرت صاحب کی طرف لا کر بات سن لیتے اور پھر سیدھے کھڑے ہو کر دلائل جاری رکھتے حضرت صاحب کی کرسی چوہدری صاحب کے بالکل قریب تھی-

پہلے دن کی ایک بات جو چوہدری صاحب کے کردار پر روشنی ڈالتی ہے یہ ہے کہ جب ہم لوگ وین میں سوار ہو کر ہائی کورٹ کی عمارت میں پہنچے تو ڈرائیور وین کو اس گیٹ کی طرف لے گیا جو ججوں کی آمدورفت کے لئے مخصوص ہے ابھی ویگن کے اگلے پہیئے گیٹ میں داخل ہوئے تھے کہ چوہدری صاحب نے جو اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ڈرائیور کو کہا کہ گاڑی روکو ڈرائیور نے فوراً گاڑی روک دی آپ نے ڈرائیور سے پوچھا کہ اس گیٹ سے کیوں اندر جا رہے ہو یہ صرف ججوں کے لئے مخصوص ہے دوسرے گیٹ سے لے کر جاؤ ڈرائیور نے عرض کیا جناب آپ خود جج رہے ہیں وائسرائے کونسل کے ممبر رہے ہیں اتنے بڑے آدمی ہیں- میں نے کوئی غلط بات نہیں کی چوہدری صاحب بولے میں پوچھتا ہوں کہ کیا میں اس وقت جج ہوں ڈرائیور نے مکالمہ بازی شروع کر دی کہ جناب آپ کا مقام بڑا بلند ہے چوہدری صاحب نے فوراً اسے ٹوکا کہ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کتنا بڑا آدمی ہوں اس نے بحث کرنے کی کوشش کی مگر چوہدری صاحب نہ مانے آخر گاڑی واپس ہوئی اور اس گیٹ سے داخل ہوئی جو عام آدمیوں کے لئے مخصوص تھا یہ بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اس سے آپ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے-

چوہدری صاحب نے بحث کے پہلے روز اچکن اور شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی آپ نے جا کر ٹوپی اتار دی اور بحث شروع کی یہ درست ہے کہ وکلاء کا مخصوص لباس نہیں تھا مگر میں اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا لیکن جو لوگ آج زندہ ہیں اور جنہوں نے اس روز کی کارروائی سنی وہ میری بات کی شہادت دیں گے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ کمیشن رسمی طور پر عدالت نہیں تھا-

شیخ بشیر احمد صاحب جو بعد میں ہائی کورٹ کے جج بنے وہ بڑے ماہر وکیل تھے اعلیٰ پایہ کی انگریزی بولتے تھے ایسی مہارت سے انگریزی بولنے والے بہت کم ہوں گے- شیخ بشیر احمد صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے وکیل تھے اور اپنی جماعت کی طرف سے انہوں نے مسلم لیگ کی حمایت میں میمورنڈم پیش کیا- یہ بڑی اہم بات ہے کہ آج بعض لوگ الٹا الزام لگاتے ہیں کہ احمدیوں نے مخالفت کی- یہ سراسر جھوٹ ہے احمدیوں نے اپنا سارا وزن مسلم لیگ کے پلڑے میں ڈال دیا اس کا ذکر سرکاری طور پر شائع ہونے والی کتاب دی پارٹیشن آف پنجاب جلد دوم میں جو تقسیم پنجاب کے وقت کی سرکاری دستاویزات کا مجموعہ ہے اور یہ حکومت کی طرف سے چند سال ہوئے شائع ہوئی ہے اس میں صفحہ ۲۴۲ پر درج ہے کہ شیخ بشیر احمد صاحب نے واضح کیا کہ احمدی اکثریت کے ایک حصہ ہیں اور یہ بھی کہا کہ جماعت احمدیہ حنفی فکر سے تعلق رکھتی ہے- صفحہ ۲۵۰ پر درج ہے کہ شیخ بشیر احمد صاحب سے سوال کیا گیا کہ احمدی جماعت کا اسلام سے کیا تعلق ہے شیخ صاحب نے جواب دیا کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم اول و آخر........ ہیں ہماری جماعت...... کا حصہ ہے ہم نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ ہم پاکستان کے ساتھ رہیں یا ہندوستان کے ساتھ چنانچہ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم پاکستان کے ساتھ شامل رہیں گے-

(نوٹ ہم نے بعض قانونی پابندیوں کی بناء پر دی پارٹیشن آف پنجاب (حصہ دوم) میں مذکورہ بعض عبارتیں حذف کر دی ہیں تاریخ اور حقائق سے دلچسپی رکھنے والے قارئین مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۴۴ سے صفحہ ۲۵۱ تک مطالعہ فرما سکتے ہیں)

احمدیہ جماعت نے اس وقت مسلم لیگ کے موقف کی پورے زور کے ساتھ تائید کی اور قائداعظم کے وہ مخالف جو قائداعظم اور پاکستان کو گندی گالیاں دیا کرتے تھے وہی لوگ آج جماعت احمدیہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ اس جماعت نے قادیان کو ہندوستان میں رکھنے کے لئے گورداسپور کا ضلع ہندوستان کے سپرد کر دیا-

چوہدری ظفراللہ قادیانیوں کی طرف سے نہیں بلکہ آپ مسلم لیگ کی طرف سے وکیل تھے اور آپ کو قائداعظم نے مقرر کیا تھا مسلم لیگ کے کیس کی تائید کے لئے قادیانیوں نے ایک اور وکیل مقرر کیا تھا- یعنی شیخ بشیر احمد صاحب-

تحدیث نعمت میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے لکھا ہے کہ ان کو یہ بتایا گیا تھا کہ لاہور کے وکلاء ساری تیاری کر رکھیں گے اور ان کو صرف دلائل کو ترتیب دینا اور پیش کرنا ہو گا لیکن جب وہ کمیشن کی کارروائی سے دو دن قبل لاہور پہنچے تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہیں یہ پتہ چلا کہ کسی قسم کی کوئی تیاری نہیں تھی یہ بالکل صحیح بات ہے اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ مسلم لیگ کی قیادت زیادہ تر Agitational لوگوں پر مشتمل تھی جو پلاننگ سے کوئی کام کرنے کے اہل نہ تھے چنانچہ جب چوہدری صاحب کی نواب ممدوٹ کی کوٹھی پر وکلاء سے ملاقات کرائی گئی اور بتایا گیا کہ اب تک کوئی کام نہیں ہوا تو چوہدری صاحب نے ممدوٹ صاحب کی طرف دیکھا ممدوٹ صاحب گم سم بیٹھے رہے میں بھی اس میٹنگ میں موجود تھا یہ معلوم ہونے پر چوہدری صاحب مایوسی کے عالم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں میٹنگ سے اٹھ کر چلے گئے کیونکہ اس مرحلے پر کوئی وقت نہیں رہا تھا اور کام بہت بڑا کرنا تھا اور یہ ایک عجوبہ ہے کہ اس محدود وقت میں بغیر کسی Basic Data یعنی بنیادی اعداد و شمار مہیا ہوئے چوہدری صاحب نے کس طرح تیاری کی اور کس طرح میمورنڈم تیار کر لیا- یہ ایک معجزہ ہے-

اس کیس میں چوٹی کے مسلمان وکلاء جن میں خلیفہ شجاع الدین صاحب اور خورشید الزمان صاحب جو بعد میں ہائی کورٹ کے جج بنے جن کے صاحبزادے مسعود الزماں سندھ میں چیف سیکرٹری رہے- چوہدری صاحب کے ساتھ شامل تھے لیکن اس کیس میں اصل خدمت خواجہ عبدالرحیم آئی سی ایس نے انجام دی چوہدری ظفر اللہ خان ' خواجہ صاحب کے بہت شکر گزار تھے انہوں نے اپنے ہمراہ سیکشن افسروں سول سیکرٹریٹ کے لوگوں پھر مسلمان پٹواری' قانون گو تحصیلدار وغیرہ لوگوں کو شامل کیا- یہ بوڑھے بوڑھے لوگ عینکیں لگائے ساری ساری رات کام کرتے رہے ان کو ہدایت تھی کہ کوٹھی سے کہیں باہر نہ جائیں جب تک کام ختم نہ ہو جائے اس طرح سے خواجہ عبدالرحیم صاحب نے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے بڑے کار آمد نقشے وغیرہ فراہم کئے ان کا گھر سر مراتب علی کی کوٹھی کے سامنے تھا وہ دن بھر اپنی سرکاری ڈیوٹی انجام دیتے وہ باؤنڈری کمیشن کے سیکرٹری تھے ایک دلچسپ بات اس کیس کی یہ بھی تھی کہ میں اکثر دیکھتا تھا کہ اس کمیشن کے مسلمان جج مسٹر جسٹس دین محمد صاحب قریباً روزانہ شام کو آتے تھے مغرب کے قریب جسٹس منیر صاحب بھی چند بار آئے جسٹس دین محمد صاحب آکر پہلے تو چند منٹ چوہدری ظفر اللہ خان کی تعریف پر صرف کرتے اور کہتے ظفر اللہ آج تو تم نے کمال کر دیا فلاں پوائنٹ بہت اعلیٰ تھا پھر بات یوں شروع کرتے کہ میرا خیال ہے کہ ہندو اس کا یوں جواب دیں گے یہ کہیں گے اس طرح سے نکات سمجھاتے تھے-

اس کیس کے دوران میں نے خاص طور پر نوٹ کیا کہ چوہدری صاحب کی صحت اچھی نہیں تھی وہ خاصے کمزور دکھائی دیتے تھے شاید مسلسل کام اور سفر کی وجہ سے ایسا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ذمہ داری اتنی اہم تھی اور وہ اکیلے اس کے ذمہ دار تھے شاید اسی لئے ان کی صحت کا معیار معمول سے گر گیا-

جب دلائل ختم ہوئے تو کانگرس کے وکیل سیتلواڈ نے جو بڑا ماہر اور مشہور وکیل تھا چوہدری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے پتہ نہیں کہ کیا فیصلہ ہو گا لیکن ایک فیصلہ میں ابھی کر جاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر صرف دلائل سے فیصلہ ہونا ہے تو میں فیصلہ دیتا ہوں کہ ظفر اللہ کیس جیت گیا ہے کیونکہ انہوں نے بڑی غیر معمولی قابلیت سے یہ کیس پیش کیا ہے- یہ باتیں انہوں نے کمیشن کے اجلاس میں سب لوگوں کے روبرو کہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرا دوسرا ساتھی سر ٹیک چند (سابق جج لاہور ہائی کورٹ) بھی میرے خیالات سے متفق ہے-

لیکن چوہدری ظفر اللہ خان کو جسٹس دین محمد نے یہ بتا دیا کہ ریڈ کلف کانگرس سے مل گیا ہے اور قائد اعظم کے علم میں بھی یہ بات لائی گئی تھی- یہ درست ہے کہ ان دنوں یہ افواہ عام تھی کہ ریڈ کلف نے اس کیس میں ہندوؤں سے بھاری رشوت لی تھی-

ایک چیز میں نے اس کیس کے دوران نوٹ کی غیر مسلم وکلاء عموماً ہم کو نفرت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے لیکن ظفر اللہ خان کی غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے مرعوب ہو کر وہ ہمارا بھی احترام کیا کرتے تھے- میرے ایک دوست قاضی سید محمد اسلم ایڈووکیٹ حال فیصل آباد نے ایک بار مجھے بتایا کہ بھارت کے سابق وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ نے ایک بار جالندھر کی بار میں ہندو مسلم وکلاء کی موجودگی میں کہا کہ اگر تو دلائل سے فیصلہ ہونا ہے تو فیصلہ کانگرس کے حق میں نہیں ہو گا لیکن یہ سیاسی مسئلہ ہے اس میں اور بھی کئی محرکات فیصلہ کرنے کا موجب بنتے ہیں اس طرح اس نے چوہدری صاحب کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا-

باؤنڈری کمیشن کی کارروائی اختتام کو پہنچی تو خواہ عبدالرحیم صاحب نے وکلاء کے اعزاز میں کھانا کیا اور اب کارروائی ختم ہو چکی تھی چوہدری صاحب اب Relax تھے اب تقریب میں انہوں نے ایک لطیفہ بھی سنایا انہوں نے کہا کہ جب میں نیا نیا وکیل ہوا تو قتل کا ایک کیس جہلم کا میرے پاس آیا وہاں کا ایک لوکل رائے بہادر وکیل بھی میرے ساتھ تھا اس کیس کے واقعات یہ تھے کہ ملزم نے اپنے حقیقی باپ کو قتل کر دیا تھا سماعت کے دوران ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ سیشن جج نے اچانک ایک دن ملزم کو کہہ دیا کہ بیان دو میں نے اور رائے بہادر نے یہ بات غلط سمجھی کہ عدالت کے سامنے ملزم کو کسی قسم کی ہدایت دی جائے کہ یوں بیان دو گویا اب ملزم پر منحصر تھا کہ وہ اپنی عقل استعمال کرے- چنانچہ ملزم بولا کہ آپ بادشاہ ہیں میں نے کیا کہنا ہے یہی کہہ سکتا ہوں کہ مجھ پر رحم کیا جائے میں یتیم ہوں- اس پر زبردست قہقہہ پڑا-

باؤنڈری کمیشن کے بعد مجھے چوہدری صاحب کے زیادہ قریب ہونے کا موقعہ ملا- جب آپ لاہور تشریف لاتے میں سلام کے لئے حاضر ہوتا- آپ از راہ کرم میری باتیں توجہ سے سنتے اور مختلف سیاسی و غیر سیاسی باتیں ہوتیں-

اقوام متحدہ پاکستان سے باہر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کا کیا مقام تھا اس کا اندازہ مجھے ۱۹۵۸ء میں اس وقت ہوا جب کہ میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں شامل ہوا اسلامتی کونسل کے سامنے لبنان نے شکایت کی تھی اس مسئلے پر بحث ہو رہی تھی لبنان کا نمائندہ چارلس ملک تھا اس نے بڑی شاندار مدلل تقریر کی وہ اپنے ملک کا وزیر خارجہ تھا جب اجلاس ملتوی ہوا تو میں چارلس ملک کے پاس پہنچا اور اسے کہا جناب میں اس جذبہ کو روک نہیں سکتا کہ آپ کی اعلیٰ کارکردگی پر آپ کو مبارک باد دوں چارلس ملک نے رسماً شکریہ ادا کیا اور پھر پوچھا کہ آپ یہاں اقوام متحدہ میں ایک نیا چہرہ معلوم ہوتے ہیں آپ کس ملک سے تشریف لائے ہیں میں نے کہا کہ پاکستان سے ہوں میرا اتنا کہنا تھا کہ چارلس ملک کا چہرہ خوش رنگ پھول کی طرح کھل اٹھا- آہا ظفر اللہ کے ملک سے آئے ہیں وہ بار بار یہ جملہ دہراتا اور خوشی کا اظہار کرتا رہا-

ان دنوں اقوام متحدہ میں تین نام گونجا کرتے تھے ایک چوہدری ظفر اللہ کا اور دوسرا چارلس ملک اور تیسرا روس کا ایک شخص اور ظفر اللہ اس میں اس طرح نمایاں ترین تھے کہ اقوام متحدہ میں ہر شخص تین نمایاں نام بیان کرتا اس میں ظفر اللہ خان کا نام ہر بار مشترکہ تھا باقی نام لوگ اپنی پسند کے مطابق تبدیل کر لیتے تھے امریکن کہتے ہیں کہ خارجہ امور میں ان کے پاس جان فاسٹر ڈلس سے بڑا کوئی آدمی نہیں آیا اور یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ فاسٹر ڈلس خود وقت لے کر ظفر اللہ خاں سے ملنے آیا کرتا تھا اور عالمی معاملات زیر بحث لایا کرتا تھا-

جب کبھی ظفر اللہ اقوام متحدہ کی لابی میں داخل ہوتے تو دونوں طرف عرب کھڑے ہو جاتے اور اپنے مخصوص لباس میں اھلاً" وسھلاً" کہتے تھے- عربوں میں ان سے سب سے زیادہ مرعوب و متاثر شاہ فیصل تھے وہ سالہا سال سعودی عرب کے وزیر خارجہ متعینہ نیویارک رہے تھے اس لحاظ سے وہ چوہدری صاحب کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور ان کی خدمات سے بخوبی آگاہ تھے چنانچہ جب چوہدری صاحب ۱۹۵۸ء میں عمرہ کرنے تشریف لے گئے تو شاہ فیصل کی ہدایت پر خانہ کعبہ کا دروازہ خاص آپ کے لئے کھلوایا گیا اور اس عرصہ میں آپ شاہ فیصل کے ذاتی مہمان رہے-

چوہدری صاحب نہایت سادہ اور منکسر المزاج آدمی تھے ایک دفعہ ہم تین پاکستانی ان سے ملنے چلے گئے ملاقات طویل ہو گئی ملاقاتی اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے چوہدری صاحب نے صبح کہیں جانا تھا آپ اٹھے اور کل کے لئے کپڑے سلیکٹ کرنے شروع کر دیئے اور ہمارے سامنے ہی اپنے بوٹ پالش کرنے بیٹھ گئے ہم تینوں حیران رہ گئے مگر ہم نے درخواست کی کہ ہم آپ کے بوٹ پالش کر دیتے ہیں مگر چوہدری صاحب نے ہمیں ہاتھ بھی لگانے نہ دیا ذرا غور کیجئے کہ میرے جیسے کتنے آدمی ہیں کہ پانی بھی پینا ہو تو خود اٹھ کر پینا شان کے خلاف سمجھتے ہیں میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ اتنی اونچی پوزیشن رکھنے کے باوجود چوہدری صاحب معمولی سے ریستوران میں بھی کھانا کھا لیتے تھے حالانکہ جتنی دولت ساری عمر انہوں نے کمائی اس سے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہوٹل میں کھانا کھا سکتے تھے اور کھایا کرتے تھے لیکن کسی ضرورت کے وقت عام ہوٹل میں کھانا کھانے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے تھے-

میرا قیام مصر میں ۱۹۷۴ء میں سفیر مقرر ہو کر مصر گیا چوہدری صاحب اس سال کے شروع میں جب لاہور آئے تو مجھے یاد فرمایا اور کھانے کی دعوت دی میں حاضر ہوا اور اس ملاقات میں میرے علاوہ شیخ اعجاز احمد صاحب- ایس ایم ظفر صاحب جسٹس کرم الہٰی چوہان صاحب مرحوم شیخ عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ مرحوم بھی شامل تھے چوہدری صاحب نے مجھے کہا کہ عربوں میں پاکستان کے لئے بہت خیر سگالی کے جذبات موجود ہیں لیکن اب بھارت اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا انہوں نے مجھے بتلایا کہ فلاں شخص سے جا کر ملنا ہے وہ پاکستان کا دوست ہے اور وہاں پر پاکستان کے دوستوں کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کرنا میں جب روانہ ہوا تو چوہدری صاحب نے میری گاڑی کا دروازہ کھولا میں بڑا شرمندہ ہوا ہماری گاڑی روانہ ہوئی تو ڈرائیور نے عقب نما شیشے میں دیکھ کر مجھے بتایا کہ جب تک گاڑی کوٹھی کے مین گیٹ سے باہر نہیں نکل گئی چوہدری صاحب برآمدے میں کھڑے رہے یہ ان کی عظمت کے وہ نشان ہیں جو بھلائے نہیں جا سکتے-

میں مصر گیا تو چوہدری صاحب کی ہدایت کے مطابق صدر ناصر کے وقت کے وزیر خارجہ محمود فوزی سے ملاقات کی اس نے میری بڑی آؤ بھگت کی اور آدھ پون گھنٹہ صرف چوہدری صاحب کی قابلیت کے بارے میں باتیں کرتا رہا مجھے ایک گونہ اطمینان ہوا کہ مصر میں پاکستان کے کسی شخص کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے-

بھٹو کے زمانے میں جس وقت ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے بارے میں بحث ہو رہی تھی اس وقت مجھے پاکستانی سفارت خانہ کے تہہ خانہ سے چوہدری صاحب کا ایک مجسمہ ملا میں نے اسے نکلوایا اور اسے دھلا کر صاف کیا اور یہ کالے پتھر کا بڑا خوبصورت سلیٹی رنگ کا مجسمہ تھا یہ مجسمہ دو ڈھائی فٹ اونچا تھا اور یہ ۱۹۵۰ء-۱۹۵۱ء میں بنایا گیا تھا اس پر درج تھا-

"عربوں کے مفادات کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان کی خدمات کے اعتراف میں" یہ مجسمہ میں نے اپنی میز پر رکھوا دیا اس پر سفارت خانہ کے بعض لوگوں نے گھبراہٹ کا اظہار کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف مہم چل رہی ہے اور آپ نے یہ مجسمہ یہاں رکھوا دیا ہے میں نے کہا کہ یہ مجسمہ یہاں کی حکومت نے چوہدری صاحب کی خدمات کے اعزاز میں دیا ہے اور اس بات سے عربوں کے دلوں میں پاکستان کی محبت

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوز و سازِ زندگی

محترم ڈاکٹر محمد رمضان صاحب (وفات یافتہ) نے اپنی کتاب سوز و ساز زندگی میں لکھا۔

دعوت الی اللہ کے جس جوش کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خصوصیت سے بیرونی ممالک میں موقعہ عطا فرمایا۔ کچھ تو پہلے ہی جب کہ میں پہلی جنگ عظیم کے بعد عراق گیا اور زیادہ تر دوسری جنگ کے دوران جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ اگرچہ بغداد میں ہماری جماعت جو ہندوستانیوں پر مشتمل تھی موجود تھی لیکن مجھے عراق میں زیادہ تر ایسی جگہ پر رہنے کا موقعہ ملا جہاں جماعت نہ تھی۔ میں نے عراق سے واپسی پر وہاں کے حالات کے متعلق مشاہدات عراق کے عنوان سے چند قسطوں میں اخبار فاروق میں مضمون شائع کرا دیا تھا۔ اس جگہ صرف بعض ضروری باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

پرائیویٹ وقت میں وہاں کے لوکل آدمیوں سے ملتا اور انہیں دعوت الی اللہ دیتا ۔ عربی میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اور ایک ریڈنگ روم میں بھی رکھوایا گیا۔ جس کا لوگوں پر کافی اثر ہوا۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی افراد جماعت میں شامل ہو گئے جن کی بیعت کے خطوط حضرت صاحب کی خدمت میں بھجوائے گئے۔ اس کے کچھ دیر بعد چونکہ عراق میں بندش لگا دی گئی تھی اس لئے مزید کوئی اطلاع ان کے متعلق نہ مل سکی۔ اگرچہ حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب شام آتے ہوئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے اور ان کی کوشش سے دعوت الی اللہ کی بندش میں سہولت بھی پیدا ہو گئی لیکن یقینی طور پر وہاں کے حالات کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جماعت کے ہندوستانی افراد کے واپس آنے پر کوئی باقاعدہ انتظام بھی نہ رہا تھا۔ اور شائد بعض منتظمین کی آپس میں آویزش کی وجہ سے بھی برکت اٹھ گئی ہو اور بندش وغیرہ کے حالات پیدا ہو گئے ہوں۔ میں نے انگریزی میں ایک مفصل ایڈریس لکھ کر امیر صاحب کو بھیجا تھا۔ کہ کسی موزوں وقت پر شاہ فیصل کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے اس جواب کے ساتھ اسے واپس کر دیا کہ جماعت پہلے ہی شاہ موصوف کو ایڈریس پیش کر چکی ہے۔ یہ پیش کردہ ایڈریس اس وقت رسالہ ریویو انگریزی میں شائع ہوا تھا۔

احمدیت کے متعلق بغداد کے انگریزی اخبار میں کافی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ مخالف ایک ہندوستانی تھا۔ ایک دفعہ جب میں بغداد سے جنگل میں گیا ہوا تھا۔ تو مجھے ایک اعرابی سے گفتگو کا موقعہ ملا جو اس کے حالات کے مطابق تھی۔ (اس وقت میں قدرے عربی میں اپنا مافی الضمیر ادا کر سکتا تھا) میں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ جب امساک باراں ہوتا ہے اور کھیتوں میں سوائے سرکنڈے پوہلی وغیرہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا تو کیا ہوتا ہے۔ کسان کی درد بھری آہیں دعا کا رنگ لئے ہوئے عرش الٰہی تک پہنچتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آتا ہے اور ہواؤں کو حکم ہوتا ہے کہ منتشر بادلوں کو اکٹھا کریں۔ تب بارش ہو جاتی ہے۔ مردہ زمین میں زندگی آ جاتی ہے۔ کسان زمین میں ہل چلاتا ہے۔ سرکنڈے وغیرہ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ اناج بویا جاتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد کھیت ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ آخر الامر کسان کھیتی کاٹ کر اناج گھر لے آتا ہے۔ جس سے وہ اپنا اور دوسروں کی زندگی کا سامان حاصل کرتا ہے۔ یہی اصول جیسا کہ کلام الٰہی میں مذکور ہے عالم روحانی میں کام کرتا ہے۔ یعنی جب گناہوں کی تمازت کی وجہ سے انسانی قلب جو موردِ انوار الٰہی ہے کی کھیتی سوکھ جاتی ہے ایمان کے پودوں کی جگہ گناہ کے پودے اگ آتے ہیں اور دنیا میں ایک عظیم قحط روحانی برپا ہو جاتا ہے تو اسی طرح کسی دردمند بندہ خدا کی نیم شبی آہیں عرش الٰہی کو جنبش دیتی ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ اس کے کلام کی روحانی بارش اولاً اس روحانی کسان کے قلب صافی کی کشت پر نازل کریں جہاں سے اس کا انتشار دوسروں کے قلوب پر ہوتا ہے۔ اور دنیا میں گناہ وعصیان کی جگہ ایمان کی کھیتی فراواں ہو جاتی ہے۔ جس سے روحانی طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد میں نے اس سے اس زمانہ میں (-) کی آمد کا ذکر کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس مثال کا اس کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔ انسان کی فطرت کس قدر پاکیزہ اور ضمیر روشن ہے کہ سچائی فوراً اس پر اثر کرتی ہے۔ بشرطیکہ انسان نے اپنی غلطیوں سے اسے مسخ نہ کر دیا ہو۔

عراق میں اس وقت بعض بہت ہی مخلص دوست تھے۔ مثلاً مرزا برکت علی صاحب وغیرہ۔ جن سے مل کر مجھے حقیقی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ یہ لوگ اپنے نمونہ سے وہاں مجسم دعوت الی اللہ تھے۔ مرزا صاحب موصوف مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جس کا خاص اظہار انہوں نے وہاں سے میری روانگی پر کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر دے۔ اور ان کے وجود کو وہاں کے لئے بابرکت بنائے۔ (اب وفات پا چکے ہیں)

جب میں واپسی پر بصرے پہنچا تو ایک احمدی بھائی عبد اللطیف صاحب جو آجکل جماعت احمدیہ بغداد کے امیر ہیں۔ (یہ تحریر کافی پرانی ہے) مجھ سے بہت اخلاص اور محبت سے پیش آئے۔ اور شام کو کافی دیر تک باوجود میرے منع کرنے کے اصرار سے مجھے دباتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس میں اتنی خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ درحقیقت یہی وہ بھائی ہیں جن کے متعلق کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ پاک ہے خدا کی ذات۔ کیا ہی پاکیزہ تعلق ہے۔ جو دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے ورنہ دنیاوی تعلقات تو عارضی اور محض مطلب پرستی پر مبنی ہوتے ہیں۔ سوائے صحیح فطرتی تقاضوں کے۔

پاکستان ٹائمز نے ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء کے شمارے میں Songs OF the Soul پر تبصرہ کیا تھا۔ اس تبصرے کا عنوان تھا۔

عارفانہ کلام

تبصرے کا متن:-

Songs of the soul جو نسیم سیفی کا انگریزی مجموعہ کلام ہے اور جسے سیفی برادرز ربوہ نے شائع کیا ہے اس کے ۲۰۸ صفحات ہیں۔ قیمت درج نہیں ہے۔

جیسا کہ کتاب کا عنوان ظاہر کرتا ہے یہ کتاب عارفانہ کلام کا مجموعہ ہے یوں لگتا ہے کہ بائبل کے مزامیرِ داؤد کی ان میں جھلک ملتی ہے۔ یہ ہماری سرزمین کی صوفیانہ شاعری ہے اور اس میں ازمنہ گزشتہ کے مقدس اسلامی لٹریچر کی بھی جھلک ملتی ہے۔ ایک نظم

اگر تمام سمندر اور تمام درخت سیاہی بن جائیں اور لکھنے کی قلمیں تو خدا تعالیٰ کے الفاظ کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اگرچہ لکھنے والے جتنا چاہیں لکھتے رہیں۔

اس کتاب میں سیفی صاحب کی نظموں میں امید افزا خیالات ملتے ہیں اور کسی جگہ بھی تشکیک کا درد نہیں پایا جاتا۔ میرا پورا ایمان رات کی ظلمت کی کینوس پر روشنی کا سیلاب لے آتا ہے۔ روح کا اپنے آئیڈیل کی طرف سفر نہایت جوش اور جذبے کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور اس راستے میں جو بلندیاں سر کی گئی ہیں وہ نہایت فصیح رنگ رکھتی ہیں۔ جہاں تک دنیاوی مادی اشیاء کا تعلق ہے وہ مصنف کی طرف دیکھ کر گھورتی ہیں لیکن وہ ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اپنی زندگی کے خوش گوار جذبات کو مہمیز دینے والے لمحات بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ شاعر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتا ہے اور اسے نہایت شاندار الفاظ کا جامہ پہناتا ہے۔ وہ بعض اوقات تضادات میں ایسی اقدار معلوم کر لیتا ہے جو بظاہر ایک دوسرے کے مخالفت سمت چلتی ہیں۔ وہ کہتا ہے اگر گناہ گاری کے ذریعے جیتنا ہے تو مجھے اس طرح جیتنے کی ضرورت نہیں مجھے ہار جانا منظور ہے۔ کیونکہ گناہ گاری کے ذریعہ جیتنا حقیقی طور پر جیتنا نہیں ہے۔

سیفی صاحب کی شاعری کا اصل منبع ان کی اپنی روحانی زندگی ہے۔ ان کے اپنے وہ جذبات ہیں اور محسوسات ہیں اور ان کی وہ سچائی ہے جسے وہ حقیقت کی تلاش میں مصروف ہو کر پاتے ہیں۔ ان کے تجربے کی گہرائی اور عالم گیری ایک اجتماعی صورت میں ملتی ہے۔ یعنی اپنے ورثہ سے۔ ان کے اشارے اور خیالات وہی ہیں جو ہمارے ولیوں اور صوفیوں نے مشرق میں اور مغرب میں پیش کئے ہیں۔ تحریر' زبان سادہ ہے اور بیان کو کہیں لچھے دار بنانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ استعارے اور تشبیہات اور دوسری ادیبانہ اصطلاحات صرف اس وقت استعمال کی گئی ہیں جب انہیں انتہائی ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہ طرز بیان اس سے بالکل مختلف ہے جسے لچھے دار بنایا جاتا ہے۔

جو مضامین اور موضوعات پیش کئے گئے ہیں۔ وہ مختلف اور متعدد ہیں اور خاصے معنی خیز ہیں۔ ہر ٹکڑا کسی ایک حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ اور اس طرح بہت سی حقیقتیں واضح ہوتی چلی جاتی ہیں اور بلاخوف اپنی روح کی کوشش کو تکمیل کی طرف لے جاتا ہے اور یہ تکمیل خدا تعالیٰ کا وصال ہے۔ ان نظموں کے علاوہ جنہیں صوفیانہ کہا جا سکتا ہے۔ اخلاقی موضوعات پر بھی نظمیں موجود ہیں۔ انسانوں کے لئے برابری کے حقوق خاص طور پر بمقابلہ ان مشکلات کے جو سامنے آتی ہیں اور جن کا تعلق ذات اور رنگ سے ہے۔ ایک نظم جس کا عنوان

Life is not a Bubble

زندگی ایک بلبلہ نہیں ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسانی زندگی ہمیشہ ابد الآباد تک (کسی نہ کسی طرح) رہنے والی ہے۔

ان نظموں کو زیادہ تر اوزان کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس کی خاص Rhyme کی سکیم سامنے آتی ہے۔ شاعر جذباتیت پر کنٹرول کرتا ہوا نظر آتا ہے اور وہ صرف ایسی جگہوں پر بیان کرتا ہے جہاں احساسات ان کا تقاضا کرتے ہیں اور اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ نہایت شستہ اور شائستہ زبان میں یہ نظمیں کہی گئی ہیں جن میں تازگی بھی ہے اور Originality بھی۔

پی۔ اے۔ ایس۔

اگر دعا کو دل نہ چاہے اور پورا خشوع خضوع دعا میں حاصل نہ ہو تو اس کے حصول کے واسطے بھی دعا کرے اور اس بات سے ابتلا میں نہ پڑے کہ میری دعا تو صرف زبان پر ہی ہوتی ہے دل سے نہیں نکلتی۔ دعا کے جو لفظ ہوتے ہیں ان کو زبان سے ہی کہتا رہے۔ آخر استقلال اور صبر سے ایک دن دیکھ لے گا کہ زبان کے ساتھ اس کا دل بھی شامل ہو گیا ہے اور عاجزی وغیرہ لوازمات دعا میں پیدا ہو جائیں گے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

عالم اسلام کے اتحاد کی ضرورت

شاہ فہد کے بھائی شہزادہ محمد الفیصل السعود جو فیصل بینک کی دو شاخیں کھولنے کے لئے پاکستان آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ کیا پاکستانی تاجروں کے ساتھ مل کر کوئی کام کیا جاسکتا ہے۔ ان کے ساتھ احمد شاہ بجھون چیئرمین فیصل بینک بھی آئے ہیں۔ شہزادہ الفیصل السعود دار الامان اسلامیہ کے صدر ہیں۔ اس کمپنی کا سرمایہ ۳۔ ارب امریکی ڈالر سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس نے کئی کمپنیاں تشکیل دے رکھی ہیں۔ زیادہ تر اس کا کام پاکستان میں ہے۔ لیکن یورپ اور دیگر خطوں میں بھی اس کی کمپنیاں موجود ہیں۔ لاہور ہوائی اڈے پر فیصل بینک کے چیئرمین نے اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ سعودی حکومت چاہتی ہے کہ پاکستانی تاجروں اور سرمایہ کاروں کے ساتھ قریبی رابطے پیدا ہوں۔ تاکہ وہ بعض صنعتیں مل کر لگا سکیں۔ اسلام آباد میں شہزادے نے کئی بڑے بڑے سرمایہ کاروں سے ملاقات کی۔ وہ لاہور میں تاجروں سے بھی ملے۔

فیصل بینک کے چیئرمین احمد شاہ بجھون نے سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کا بینک سود میں ملوث نہیں ہو گا اور اس طرح غریبوں کا خون یہودیوں کی طرح نہیں چوسے گا۔ اپنے منافع کو شراکت داروں میں تقسیم کرے گا۔ انہوں نے اس مسلم ممالک کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس بینک کو آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا ہے۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسلم مماک کے لئے لازمی ہے کہ وہ آپس میں اتحاد پیدا کریں۔ مغرب نے آپس میں اتحاد پیدا کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

انہوں نے نے مزید کہا کہ صرف 'مسلمان' قوم ہی ایک ایسی ہے جو متحد نہیں ہے حالانکہ ایک اسلامی بلاک بن جانا مسلمانوں کی انتہائی ضرورت ہے۔ اور اس سے ترقی اور فروغ کے امکان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ انہوں نے ساری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد بتاتے ہوئے کہا کہ ان کے آپس کے ملاقات کے راستے بھی اچھے ہیں اور ان میں تیل بھی کافی پایا جاتا ہے لیکن چونکہ ان کا آپس میں اتحاد نہیں ہے اس لئے وہ پوری طرح ترقی نہیں کر رہے۔

مختصرات

وزرائے اطلاعات برائے اسلامی ممالک نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی نیوز ایجنسی جسے آئی این اے۔ (انٹرنیشنل اسلامک نیوز ایجنسی) کہا جاتا ہے اسے دوبارہ فعال بنایا جائے تاکہ اسلامی دنیا کی صحیح خبریں عالمی برادری تک پہنچائی جاسکیں۔ یہ بات وفاقی وزیر اطلاعات خالد کھرل نے دمشق سے واپسی پر اخبار نویسوں کو بتائی دمشق میں آپ نے اسلامی ممالک کی اطلاعات کی وزارتوں کی کانفرنس میں شرکت کی۔

یہ کانفرنس ۲۴۔ اور ۲۵۔ مئی کو منعقد کی گئی تھی۔ وزراء نے تمام مسلم ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اپنا مقررہ چندہ ادا کریں۔ تاکہ آئی۔ این۔ اے۔ کو فعال بنایا جاسکے۔ اس کانفرنس میں ۲۵ اسلامی ممالک کے وزرائے اطلاعات شریک تھے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی نیوز میڈیا اسلامی تشخص کو بری طرح مجروح کر رہا ہے۔ اور اسلام کے متعلق بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ یہ تشدد پسندوں کا مذہب ہے۔ اگر آئی۔ این۔ اے۔ فعال ہو جائے تو ان سب باتوں کا جواب دیا جاسکتا ہے اور لوگوں کو صحیح حقیقت حال بتائی جاسکتی ہے۔ لیکن چونکہ آئی۔ این۔ اے۔ سوئی ہوئی ہے۔ پوری طرح کام نہیں کر رہی۔ اس لئے ہم مغرب کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

گذشتہ منگل کے روز شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں صدر حسنی مبارک نے کہا ہے کہ مسلم عسکریت پسندوں سے گفت و شنید کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مشرق وسطیٰ میں امن و امان کی کوششوں کو برباد کرنے پر یہ لوگ تلے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ سختی سے نبٹنا ضروری ہے۔ مسٹر حسنی مبارک فرانس کے روزنامے "لے فگارو" کو انٹرویو دے رہے تھے۔

انہوں نے مزید کہا کہ سارے مشرق وسطیٰ میں اسلامی عسکریت پسند چاہتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں جو قیام امن کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کو سبوتاژ کیا جائے۔ اگر اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کی گفت و شنید ناکام ہو جائے تو مشرق وسطیٰ کو ایسا شدید نقصان پہنچے گا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک بعض حکومتیں ایسی ہیں جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر اسرائیل اور فلسطینیوں کی گفت و شنید ناکام ہو گئی تو معاملہ یاسر عرفات کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ اور ان کی حیثیت کمزور پڑ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ مغربی کنارے اور غزہ پٹی میں تشدد کی کارروائیوں کی ایک نئی لہر اٹھی ہے۔ اگرچہ امن کی گفتگو تو ہو رہی ہے لیکن ابھی اسے پوری طرح کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ گذشتہ ہفتے حسنی مبارک فرانس گئے اور فرانس کے نئے صدر شیراک سے ملاقات کی۔

آج سے ۲۸ سال قبل القدس کا مشرقی حصہ جو عربوں کے پاس تھا۔ وہ اسرائیل نے لے لیا تھا اب اسرائیلی کہتے ہیں کہ سارا القدس ان کا ہے۔ اور وہ اسے ابدی دار الحکومت سمجھتے ہیں۔ جبکہ فلسطینیوں کا کہنا ہے کہ وہ حصہ جو اسرائیلیوں نے عربوں سے لیا تھا۔ وہ عربوں ہی کی ملکیت ہے اور فلسطینیوں کا دار الحکومت بنے گا۔ گذشتہ روز اسرائیلیوں نے وہاں جلوس بھی نکالے اور جنگ میں کام آنے والے سپاہیوں کو خراج تحسین بھی پیش کیا۔ اسی طرح فلسطینیوں نے بھی مظاہرے کئے۔ اسرائیل کے وزیر اعظم یزک رابین کی کابینہ نے کہا ہے کہ حکومت اس بات کی طرف خاص توجہ دے گی کہ القدس کو اسرائیل کا دار الحکومت بنانے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے۔ گذشتہ ماہ اسرائیلیوں کے جذبات بھڑے ہوئے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ وہ کسی صورت میں بھی یہ علاقہ یا اس علاقے کا کوئی حصہ عربوں کو واپس نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کے مالک ہیں۔ ہم حکمران ہیں۔ اور ہم حکمران ہیں متحدہ یروشلم کے۔ رابین نے ایک براڈ کاسٹ میں کہا کہ ہم اس علاقے کو کسی صورت میں بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ بطور یہودی ریاست کے ہم لوگوں کو شہری حقوق تو دیں گے لیکن علاقہ کسی اور کے حوالے نہیں کریں گے۔ یہ علاقہ ۶ دن کی ۱۹۶۶ء کی جنگ میں اسرائیلیوں نے ہتھیا لیا تھا۔ اور اس علاقے کو ہتھیا لینے کے چند ہی ہفتے بعد اسے اسرائیل کے ساتھ ملحق کر لیا گیا تھا۔ دنیا بھر کی طاقتیں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ القدس کا یہ حصہ اسرائیل کی مملکت ہے۔ لیکن وہ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مئی ۱۹۹۶ء میں فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے مابین یہ مسئلہ ایک بار پھر اٹھایا جائے گا۔

ہندوستان کے وزیر خارجہ پرانام مکرجی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر فرانس نے سب میر۔ٹز پاکستان کو فروخت کیں تو جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ اب دہلی میں فرانسیسی اور ہندوستانی فوجی ماہرین نے آپس میں ملاقاتیں کی ہیں تاکہ ہندوستان کی دفاعی قوت کو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کرتے ہوئے بڑھایا جاسکے۔ اور دیگر ایسے امور جن سے آپس میں سرد مہری پیدا ہو گئی تھی انہیں دور کیا جاسکے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ فرانس چاہتا ہے کہ ماترا میجک ہوا سے ہوا میں مار کرنے والے میزائل اور جدید ترین ایوی آنکس ہندوستان کو فروخت کرے۔ تاکہ وہ اپنے میراج ۲۰۰۰ میں انہیں شامل کر سکیں۔ ان مواقع پر پاکستان کو سب میر۔ٹز کی فروخت کا معاملہ بھی سامنے آیا۔

اگرچہ یہ معاملہ ہندوستان کے لئے مشکل ہے لیکن ضروری نہیں کہ فرانس ہندوستان سے اتفاق کرے۔ پاکستان نے اس سے قبل اس تشویش کا اظہار کیا ہے کہ ہندوستان بحر ہند میں اپنی سمندری طاقت کو بڑھا رہا ہے۔ فرانس سے جو وفد آیا اس کے سربراہ ڈینیل ڈرتھالٹ تھے اور انہوں نے ہندوستان کی وزارت دفاع کے سیکرٹری کے۔ اے۔ تمیار سے گفت و شنید کی۔ ان کے ساتھ دیگر ماہرین بھی شامل تھے۔ یہ گفت و شنید اس معاہدے کے مطابق ہے جو ۱۹۸۲ء میں وجود میں آیا تھا اور جس کا مقصد یہ تھا کہ فرانس اور بھارت دفاعی امور کے لئے ایک دوسرے کی مدد کریں۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے گذشتہ اتوار کے روز اسلام آباد میں کہا کہ ناموس رسالت کے قانون میں تو کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ البتہ اس کے طریق کار میں تبدیلیاں کی جا رہی ہیں تاکہ معاشرے کے کمزور لوگوں کو اس قانون کے غلط استعمال سے تکلیف نہ پہنچائی جاسکے۔ آپ نے کہا کہ ناموس رسالت کے متعلق ہر مسلمان کے ایک جیسے خیالات ہیں۔ اس لئے اس بات کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ کہ ہم اس قانون میں کوئی ترمیم کریں۔ لیکن یہ کہ اس قانون کو کس طرح نافذ کیا جائے۔ اس کے طریق کار میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم مذہبی پارٹیوں کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ ایسا طریق کار وضع کیا جاسکے کہ جس سے جھوٹے مقدمے کھڑے نہ کئے جاسکیں۔ ہم اس قانون کو انصاف کے اسلامی اصولوں کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔ اور اسلام نے جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں انصاف کا پیغام دیا ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے یہ بیان ملک کی ملی یکجہتی کونسل کی ہڑتال کے ایک دن بعد دیا۔ یہ کونسل قانون میں کسی طرح کی بھی ترمیم کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ اور حکومت پر الزام دیتی ہے کہ وہ اس قانون کو نرم کرنا چاہتی ہے۔ یعنی موت کی سزا بدلنا چاہتی ہے۔ جہاں تک ہڑتال کا تعلق ہے 'محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا' کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور ہر شخص اپنی رائے کے اظہار میں آزاد ہے۔ اور کہ جو ملی یکجہتی کونسل کا موقف ہے اس سے تمام لوگ متفق ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کے لوگوں کو رسول کریم ﷺ سے انتہائی عقیدت ہے اور حکومت بھی چاہتی ہے کہ کسی شخص کو اس کا موقعہ نہ ملے کہ آپ کی ناموس پر ہاتھ ڈال سکے۔

گذشتہ اتوار کے روز صوبہ پنجاب کے وزیر برائے سماجی بہبود نے کہا کہ پنجاب کے آٹھوں ڈویژنز میں ایسے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے جو روزی کمانے کے لئے کام بھی کر رہے ہوں۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ کتنے بچے اور کہاں کہاں کام کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف ایک سیمینار سے خطاب کر رہے تھے۔ جس میں تعمیر قوم میں ماؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے کردار کو موضوع بنایا گیا تھا- یہ سیمینار سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف پنجاب کے تعاون سے منعقد کیا گیا- اسی طرح سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس کے انتظام میں حصہ لیا- بطور چیف گیسٹ کے خطاب کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ مغرب کا یہ پراپیگنڈہ کہ پاکستان میں بچوں سے محنت مزدوری کرائی جاتی ہے- خاص طور پر قالین بافی میں- اور ان کے حالات اچھے نہیں ہیں- اس پراپیگنڈے کے توڑ کی ضرورت ہے- انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اقبال مسیح کی موت کو سیاسی رخ دینے کی کوشش کی گئی- تاکہ ملک کو بدنام کیا جاسکے-

انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں شرح خواندگی کم ہے- اور اس سے بھی کئی مسائل پیدا ہوئے ہیں- ان کی تقریر سے پہلے بچوں کے ایک ماہر ڈاکٹر ہارون رشید چوہدری نے کہا کہ بچوں کی تعلیم ایک نہایت مشکل عمل ہے- انہوں نے مزید کہا کہ لکھی پڑھی مائیں اپنے بچوں کی بہتر طریق پر تربیت کر سکتی ہیں- سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین قیصر ریاض طاہر چوہدری نے اس سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے سیاست دانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے لوگوں کی خدمت کریں- انہوں نے کہا کہ تعلیم کے سلسلے میں سماجی اداروں نے جتنا کام کیا ہے اس سے زیادہ کیا جانا چاہئے تھا-

---

فلسطینیوں نے کہا ہے کہ اسرائیل کے جو اقتصادی معاہدے ہو چکے ہیں ان کے متعلق دوبارہ ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے- اس لئے کہ اسرائیلی اپنی وسیع تر اقتصادیات کے پیش نظر انہیں مختلف معانی پہناتے ہیں- اور ایسا کر کے وہ فلسطینیوں کی ترقی کی راہ میں روک بنتے ہیں- فلسطینی سرمایہ کاری اتھارٹی کے جنرل مینیجر حامل ہرارانے یہ بات کہی ہے- انہوں نے کھول کر یہ بات کی کہ اسرائیلی ان معاہدوں کو بالکل مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہیں اور جو باتیں معاہدہ طے کرتے وقت سامنے آتی تھیں انہیں نظرانداز کر رہے ہیں- اسرائیلی فلسطینیوں کی راہ میں اس بات میں بھی روک بنے ہوئے ہیں کہ وہ خام مال مثلاً سیمنٹ 'کپڑا' اور لوہا در آمد کریں- ۱۹۹۳ء میں معاہدوں کے جو خطوط تیار کئے گئے تھے- اس میں یہودی ریاست کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ عالمی امور میں اپنا دخل قائم رکھے گی- اسرائیلی کہتے ہیں کہ اس میں اقتصادیات بھی شامل ہے- ہرارے جو اسرائیلی فلسطینی کمیٹیوں میں شامل ہیں ان کمیٹیوں میں جو ان معاہدات پر عمل کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں کہتے ہیں کہ ہم سیمنٹ یا کوئی اور بر آمدات مصر سے رفع یا سمندر کے ذریعے حاصل کریں- تو کہا جاتا ہے کہ یہ اسرائیلیوں کے ذریعہ ہونا چاہئے- جہاں تک غازہ کی فی کس آمدنی کا تعلق ہے جو ۸۵۰ ڈالر سالانہ ہے وہ محصولات کی بڑی بڑی قیمتیں ادا نہیں کر سکتے- اور یہ بھی کہ غازہ میں پہلے محصولات نہیں تھے- اب لگائے گئے ہیں- اس سے بھی فلسطینیوں کو نقصان ہوتا ہے-

---

بتایا گیا ہے کہ گزشتہ اتوار کے روز روزنامہ ڈان کے ایڈیٹر احمد علی خان کی کار بعض نامعلوم افراد نے بندوق دکھا کر چھین لی- کار میں احمد علی خان کے ڈرائیور بیٹھے تھے- اور وہ اپنے گاڑی کے ایک ٹائر کو پنکچر لگوا کر کلفٹن روڈ پر جانے والے تھے- جب وہ کار میں داخل ہونے لگے تو بندوق دکھا کر بعض نامعلوم افراد نے ان سے گاڑی کی چابی لے لی اور اسے بھی گاڑی میں بٹھا کر کچھ دور تک لے گئے- ڈرائیور سے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والے نے اپنا پستول ان کی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا- اور وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ گاڑی میں کوئی ایسی ڈیوائس تو نہیں کہ کسی اور کو اطلاع دی جاسکے- کچھ دور جا کر انہوں نے ڈرائیور کو اتار دیا اور خود آگے نکل گئے-

اسی طرح اس سے قبل ایک دفعہ جب احمد علی خان گاڑی میں بیٹھے تھے تو بعض نامعلوم افراد نے انہیں بندوق دکھا کر ان سے گاڑی چھین لی- یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے- یہ واقعہ بھی کلفٹن ہی میں پیش آیا تھا- ابھی تک وہ کار واپس نہیں ملی-

---

بقیہ صفحہ ۱

ظاہر ہوتی ہے اس لئے اسے میں یہیں رکھوں گا چاہے کوئی کچھ کہے میں مصر میں تین سوا تین سال رہا میری آمد تک یہ مجسمہ محفوظ تھا بعد کا مجھے پتہ نہیں-

مصر میں قیام کے دوران میں نے دیکھا کہ جب بھی مختلف ممالک کے سفیروں سے ملاقات ہوتی ان میں سے اکثریت پاکستان کا نام چوہدری ظفر اللہ خان کے نام کی وساطت سے جانتی تھی نہ صرف عرب بلکہ جاپانی اور ایرانی سفراء بھی چوہدری صاحب کے بڑے مداح تھے ایک سفیر نے مجھے بتایا کہ اقوام متحدہ میں ہم چوہدری صاحب کے آنے پر اپنی گھڑیاں ٹھیک کر لیتے تھے-

(ہفت روزہ فرق لاہور - ۲۲- اپریل ۹۵ء)

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان نمبر)

تلاش گمشدہ

○ میرا بیٹا جس کی عمر ۲۴ سال ہے ذہنی طور پر معذور ہے- قد اندازاً ۵ فٹ- رنگ گندمی- شلوار قمیض کریم کلر پہنے ہوئے ہے- ہاتھ پاؤں بوجہ پولیو خشک اور دبلے پتلے ہیں آنکھیں بڑی بڑی مورخہ ۹۵-۵-۱۸ سے گھر سے لاپتہ ہے- جس شخص کو پتہ چلے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں- محمد افضل عشرت C/8 منصور احمد بوٹا سائیکل ورکس اقصیٰ چوک- ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 7- جون-1995ء
شدید گرمی اور سخت لو کا سلسلہ جاری ہے
درجہ حرارت کم از کم 36 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ کراچی میں پیپلزپارٹی کے ایم این اے کے گھر پر فائرنگ کی گئی۔ حیدر آباد چوتھے روز بھی دھماکوں سے گونجتا رہا۔ رات بھر کی فائرنگ کے بعد صبح ۸ لاشیں ملیں۔ ان میں ۳ پولیس والے بھی شامل تھے۔ ایک شخص کو قتل کر کے اس کی جیب میں پرچہ ڈال دیا گیا کہ مخبروں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ حیدر آباد میں بھی ہڑتال ہوئی۔ ایس ایس پی آفس پر کریکروں سے حملہ کیا گیا۔ ریلوے کے مائیکرو وسٹم کو نذر آتش کر دیا گیا۔ کئی گاڑیاں جلادی گئیں۔ پولیس پر حملے ہوئے۔ سندھ کے دیگر شہروں میں بھی فائرنگ اور ہنگامے ہوئے۔

○ پیپلزپارٹی کے کراچی کے جس ایم این اے کے گھر پر حملہ ہوا ان کا نام آفاق احمد ہے۔ وہ اس وقت قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد گئے ہوئے تھے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے بلدیاتی اداروں کے الیکشن کے بارے میں کہا ہے کہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کے الیکشن کے لئے دی جانے والی مہلت کو ضیاء الحق دور کے ۹۰ دن بنا دیا ہے۔ حکومت کو ۳ ماہ کی رعایت دی گئی تھی مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ ہائی کورٹ نے سیکرٹری بلدیات حکومت پنجاب کو نوٹس جاری کر دیا۔ ضلع کونسل کے ایڈمنسٹریٹر کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ پیش ہو کر بتائیں کہ وہ کس اختیار کے تحت عہدہ پر فائز ہیں۔

○ نواز شریف نے ایک بار پھر بے نظیر بھٹو کو کراچی کی کسی بھی نشست پر الیکشن لڑنے کا چیلنج دے دیا۔

○ بنگلہ دیشی وزیر اعظم خالدہ ضیاء نے بھارت سے مطالبہ کیا ہے کہ چرار شریف کا مزار دوبارہ تعمیر کرے۔

○ ایم کیو ایم نے کوئی غیر متوقع فیصلہ کیا ہے۔ ایم کیو ایم کے نمائندے مسٹر اجمل دہلوی نے وزیر اعلیٰ سندھ سے ہنگامی ملاقات کی اور اس کے بعد الطاف حسین سے مشورہ کے لئے لندن روانہ ہو گئے۔ ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے رکن اجمل دہلوی نے وزیر اعلیٰ سندھ سے ۴۵ منٹ کی ملاقات میں مشروط مذاکرتی پیکیج پیش کیا۔ جبکہ وزیر اعلیٰ سندھ نے ایم کیو ایم اور حکومت سے مذاکرات کے لئے اپنا فارمولا پیش کیا۔ ملاقات کے بعد اجمل دہلوی الطاف حسین سے ہدایات لینے کے لئے لندن روانہ ہو گئے
جبکہ وزیر اعلیٰ
صدر اور وزیر اعظم سے ہدایات لینے اسلام آباد چلے گئے سیاسی مبصرین اس ملاقات کو انتہائی اہم قرار دے رہے ہیں۔ ان کے مطابق اجمل دہلوی کی وزیر اعلیٰ سندھ سے ملاقات میں الطاف حسین کی رضامندی شامل ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ کابینہ کا اجلاس چھوڑ کر ہنگامی طور پر ملاقات کے لئے آئے۔ تاہم ملاقات کو خفیہ رکھا جا رہا ہے اور دونوں طرف سے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جا رہا۔ ان تازہ کوششوں سے کراچی میں امن قائم ہونے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔

○ امریکی نائب وزیر خارجہ مسز رافیل نے امریکی صنعت کاروں کو کہا ہے کہ وہ کراچی کے خراب حالات کے باوجود وہاں سرمایہ کاری کریں۔ امریکہ کی ۲۵ بڑی کمپنیوں نے پریسلر ترمیم کے باوجود سرمایہ کاری کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ کراچی سے رینجرز کو واپس نہ لایا گیا تو گلی گلی لڑائی ہو گی۔ قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے سپیکر کو مخاطب کرتے ہوئے ان پر الزام لگایا کہ آپ کو وزیر اعظم چیمبر سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلایا جا رہا ہے۔ آپ کی رولنگ روند دی گئی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کو چوہے اور بزدل کہہ کر بھارتی عزائم کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ بھارت ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے عوام خود کو تنہا نہ سمجھیں پاکستان کا بچہ بچہ حکومتی مظالم کے خلاف ان کے ساتھ ہے۔

○ حیدر آباد اور کھر و میں ایم کیو ایم کے ارکان کو گرفتار کر لیا گیا۔ نواب شاہ میں بھی ہڑتال ہوئی۔ ایک ملزم سے ۱۲ بم برآمد کر لئے گئے۔ گرفتار شدگان بدامنی پھیلانا چاہتے تھے۔

○ پنجاب اسمبلی میں کراچی کے بارے میں قرارداد پر وزیر اعظم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قرارداد وزیر قانون کی غلطی سے منظور ہوئی۔ وزیر اعلیٰ کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ وزیر اعظم نے مخدوم الطاف سے باز پرس کرتے ہوئے کہا کہ پیپلزپارٹی کے ارکان نے ہاتھ کیوں کھڑے کئے۔؟

○ کراچی پر بحث کے دوران قومی اسمبلی کا ماحول خراب ہو گیا سابق وزیر جاوید ہاشمی اور وزیر پانی و بجلی ملک غلام مصطفیٰ کھر کے درمیان جھڑپ ہو گئی۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی کراچی کے بارے میں قرارداد بے نظیر بھٹو اور منظور احمد وٹو محاذ آرائی کا آغاز ہے۔ وفاقی حکومت مذاکرات نہ کرنے پر ڈٹی ہوئی ہے اس کا خیال ہے کہ چھ ماہ میں امن ہو جائے گا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ پیپلزپارٹی کے سمجھدار لوگوں کو پتہ ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر گزارا نہیں۔ دونوں پارٹیوں میں کوئی خلیج نہیں۔ ناظم حسین شاہ کی باتوں کو سنجیدگی سے نہیں لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ صدر اور وزیر اعظم کراچی کا مسئلہ حل کرانے کے لئے سنجیدہ ہیں۔ تمام سیاسی قوتوں کو ان کا ساتھ دینا چاہئے۔

○ لاہور میں اسلام پورہ (کرشن نگر) میں دن دہاڑے جیولری شاپ لوٹ لی گئی۔ تاجروں نے ڈاکے کے خلاف ہڑتال کر دی ہے۔ موٹر سائیکل پر سوار تین نوجوان ڈاکوؤں نے جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر ۶ لاکھ روپے کے زیورات اکٹھے کئے اور سنت نگر کی جانب فرار ہو گئے۔ صرافہ ایسوسی ایشن نے کہا ہے کہ اگر ۲۴ گھنٹے میں ملزم گرفتار نہ ہوئے تو پورے لاہور کے صراف ہڑتال کر دیں گے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ ہم نے پونے دو برس میں آمرانہ دور کی برائیوں کو ختم کر دیا ہے۔ فرقہ واریت' کلاشنکوف کلچر اور جرائم پیشہ عناصر کی سرگرمیوں پر موثر طریق پر قابو پانے کی وجہ سے قانون پسند شہری امن وسکون کی فضا میں سانس لے رہے ہیں۔

○ وفاقی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس نے بلوچستان حکومت کا گیس کی قیمتیں بڑھانے کا مطالبہ اصولی طور پر منظور کر لیا ہے نچلی سطح پر گھریلو صارفین کے لئے گیس کی قیمتیں آٹھ فیصد سے زیادہ نہیں بڑھائی جائیں گی۔ صنعتی تجارتی اور اونچی سطح کے گھریلو صارفین کے لئے گیس کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ میں وزارت عظمیٰ کا امیدوار نہیں۔ فی الوقت مسئلہ ملک کو بچانے کا ہے۔ کسی کی انا یا خواہش کا کوئی سوال نہیں۔

○ فاٹا کے ۱۲۔ ارکان قومی اسمبلی و سینٹ نے بائیکاٹ کی دھمکی دے دی ہے اور کہا ہے کہ قبائلی علاقوں میں کسٹمز ایکٹ کے نفاذ سے ۵۰ ہزار افراد بے روزگار ہو جائیں گے۔ فیصلہ واپس لیا جائے اراکین نے کہا کہ ہم پاکستان کے لئے پہلے بھی قربانیاں دیتے چلے آئیں ہیں آگے بھی دیں گے۔

○ کراچی کے صنعتی علاقوں کو فساد زدہ اور متاثرہ قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

○ گوجرانوالہ میں پر اسرار وائرس سے ۵ کمسن بچوں سمیت ۱۹ افراد جاں بحق ہو گئے۔

○ قیامت کی گرمی کے دوران پنجاب اسمبلی کے باہر کلرکوں نے کفن پوش مظاہرے کئے۔

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم نظام جان کے فرزند کے
دواخانہ محافظ صحت اوکاڑہ
کو خدمت کا موقع دیں۔ خالص اجزاء سے تیار شدہ ادویہ آپ کو اسی دواخانہ سے دستیاب ہوں گی۔ اٹھراء کی گولیاں، زوجام عشق، ایچ کے این اولاد نرینہ وغیرہ۔ حکیم عطاء الرحمٰن علوی
دواخانہ محافظ صحت کوٹ نہال سنگھ سٹریٹ اوکاڑہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت/ ۰۰۰,۰ ڈش ۶ فٹ بمع مکمل فٹنگ
21۔ ہال روڈ
نیو محمود ٹیلیویژن لاہور
فون: 7125089 7355422 7226508 7235175

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
انور گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بنک ربوہ
پروپرائیٹر: انور احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور زاہد صاحب مرحوم

بچوں کی ادویات
قیمت
DWARFISHNESS COURSE 120/- چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE 40/- بول بستری کورس
MITTI CHOUR COURSE 30/- مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE 45/- بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE 75/- سوکھا پن کورس
BABY TONIC 15/- بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE 20/- آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE 20/- بے ترتیب دانت کیور
ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر رجب ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ پاکستان
فون آفس: 771 کلینک: 606
سیلز: 211283 فیکس: 212299